QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

# احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں نظامِ زکوٰۃ: مستحقین اور موانعِ زکوٰۃ کا تحقیقی مطالعہ

# *The System of Zakāt in the Light of Prophetic Traditions: A Research Study of Its Eligible Recipients and Disqualifying Factors*

***Hafiz Abu Bakar Idrees***
*MPhil, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.*
*Email: h.abubakaridrees47@gmail.com*
***Saba Khanam***
*MPhil Islamic Studies (Specialization in Islamic Economics),*
*Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan*
*Visiting Faculty, Government Graduate College for Women, Mandi Bahauddin, Pakistan*
*Email: sabakhanam357@gmail.com*
***Dr. Muhammad Asim Shahbaz***
*Department of Related Sciences, University of Rasul, Mandi Bahauddin, Pakistan.*
*Email: amasimshahbaz8@gmail.com*

## *Abstract*

*Zakāt is a fundamental pillar of Islam that plays a crucial role in promoting social justice and economic balance. While the Qur'an explicitly identifies the categories of Zakāt beneficiaries, the Prophetic traditions (Ahādīth) provide detailed clarification regarding those who are not entitled to receive Zakāt. This complementary relationship between the Qur'an and Sunnah ensures clarity, precision, and effective implementation of the Zakāt system. This research study examines the system of Zakāt in the light of Prophetic traditions, with particular focus on the concept of Mawāni' al-Zakāt (factors that disqualify individuals from receiving Zakāt). The study highlights that just as Zakāt recipients are limited to specific categories, those prohibited from receiving Zakāt are also clearly defined. Special emphasis is placed on the concept of Ghinā (financial sufficiency), which is one of the primary disqualifiers. The research analyzes the definitions of Ghinā as provided by classical jurists. Imām al-Shāfiʿī defines Ghinā as the minimum level of wealth that renders a person ineligible for Zakāt, whereas Imām Abū Ḥanīfah considers possession of Niṣāb as the criterion for being classified as wealthy. The study further explores relevant Prophetic traditions that prohibit Zakāt for the affluent, emphasizing that Zakāt is intended exclusively for the needy and deserving. The findings demonstrate that the Prophetic guidance regarding Zakāt disqualification safeguards the integrity of the Islamic welfare system, ensuring fair distribution and preventing misuse. This study reaffirms the indispensable role of Sunnah in interpreting and implementing Qur'anic injunctions related to Zakāt.*

***Key Words:*** *Zakāt System, Prophetic Traditions, Zakāt Disqualifications, Ghinā, Mawāni' al-Zakāt, Islamic Jurisprudence, Social Welfare in Islam*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

## تعارفِ موضوع

زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جس کے ذریعے اسلامی معاشرے میں معاشی توازن اور سماجی عدل قائم کیا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں زکوٰۃ کے مصارف اور مستحقین کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، تاہم کن افراد کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، اس کی تفصیل نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں ملتی ہے۔ اس طرح قرآن و سنت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہوئے نظامِ زکوٰۃ کو جامع اور واضح بناتے ہیں۔ جس طرح مستحقینِ زکوٰۃ مخصوص طبقات پر مشتمل ہیں، اسی طرح بعض افراد ایسے بھی ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق نہیں۔ ان اسباب کو فقہی اصطلاح میں موانعِ زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے اہم مانع غنی ہونا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے واضح طور پر فرمایا کہ زکوٰۃ مالدار کے لیے حلال نہیں۔ ائمۂ فقہ نے غنی کی تعریف میں مختلف آراء پیش کی ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک غنی وہ ہے جس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی بنیادی ضروریات پوری کردے، جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صاحبِ نصاب شخص غنی شمار ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مطالعے میں احادیثِ نبوی ﷺ اور فقہی آراء کی روشنی میں موانعِ زکوٰۃ کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

### ۱۔غنی مستحق زکوٰۃ نہیں :

غنی اسے کہتے ہیں جسکی ملکیت میں اوقیہ کے مساوی ہو یا اتنی کہ صبح و شام اسکے لیے کافی ہو جائے۔

### غنی کی تعریف :

جو زکوۃ لینے کا مانع ہے تو امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ لینے میں مانع وہ غنی کی قلیل ترین مقدار ہے جس پر غنی ' کا اطلاق ہو سکے،اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ صاحب نصاب غنی ہے کیوں کہ انھیں لوگوں کو بنی اکرم ﷺ نے اغنیاء کہا ہے۔[1]

* حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

**ان النبی ﷺ بعث معاذ الی الیمن،فقال ادعهم الی شهادة ان لا اله الا الله،وانی رسول الله،فان هم اطاعوا لذالک،فاعلمهم ان الله افترض علیهم خمس صلوات فی اموالهم ،توخذ من اغنیائهم وترد علی فقرائهم**[2]

"نبی ﷺ نے معاذؓ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے جو اہل کتاب ہیں،اس لئے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انہیں دعوت دو کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔وہ اس بات میں جب تمھاری بات مان لیں تو انہیں بتاو کہ اللہ تعالی نے ان پر روزانہ دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں،جب وہ تمھاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتاو کہ ان کے لیے اللہ تعالی نے زکوۃ دینا ضروری قرار دیا ہے،یہ ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور انکے غریبوں پر خرچ کی جائے گی "

[1] ابن رشد،علامہ ، بدایۃ المجتهد ،القرطبی،مترجم:بشیر احمد اصلاحی ،الحمد مارکیٹ،اردو بازار،لاہور، ۲۰۲۰ء،ص:۳۳۷

[2] بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع صحیح ،کتاب الزکاۃ،باب :ما جاءفیی وجوب الزکاۃ ، ح:۱۵۰، ،امکتبہ السقافیہ،بیروت۲/۲۱۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

* ۔اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ غنی کے لیے زکوۃ لینا حلال نہیں۔یہاں یہ بات سمجھ لینی چائیے کہ غنی سے مراد بلین ائیر نہیں ہے،نہ فقیر سے مراد اس قدر بھوکا ہے کہ فاقے آرہے ہوں ،بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک واضح خط کھینچ دیا گیا۔اگر آپ کے پاس سات تولے سونے یا باون تولے چاندی کی مالیت ہے تو آپ معطی (ڈونر ،دینے والے ہیں) گویا آپ غنی ہے ۔لیکن اگر اس مالیت کے مالک نہیں ہیں تو آپ عطیہ لینے کے حقدار ہیں۔[1]

ا سی طرح جمہور علما کا اتفاق ہے کہ تمام اغنیاء کے لیے زکوۃ لینا جائز نہیں سوائے ان پانچ لوگوں کے جن کو نبی ﷺ نے نامزد کر دیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

**لا تحل الصدقة لغنی الا لخمسة: لغازفی سبیل الله اولعامل علیها اولغارم اولرجل اشتراها بماله اولرجل کان له جارمسکین فتصدق علی المسکین فاهداها المسکین للغنی**[2]

"یعنی زکوۃ کسی ،مالدار کے لیے جائز نہیں صرف پانچ قسم کے لوگ اس سے مستثنی ہیں۔١۔اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ۔٢۔جو زکوۃ کی وصولی پر مامور ہو، ٣۔قرض دار ، ۴۔ایسا آدمی جس کا پڑوسی مسکین ہو تو اس نے اپنے مسکین پڑوسی کو زکوۃ کی وقم دہ پھر اس نے اس میں سے کچھ بطور تحفہ کسی مال دار کو دیا، ۵۔ایسا آدمی جس نے مال زکوۃ کو اپنے روپیوں سے خرید لیا"

*اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غنہ سے مراد صاحب نصاب نہیں بلکہ غنی سے مراد وہ شخص ہے جو کمائی پر قدرت رکھتا ہو۔مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص اپنے قوت بدن کی وجہ سے کمائی پر قدرت رکھتا ہو۔مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص اپنے قوت بدن کی وجہ سے کمائی پر قادر ہے اگرچہ صاحب نصاب نہیں ہے،اسکو زکوٰۃ اور صدقہ طلب کرنا جائز نہیں ہے،علاوہ غازی کے کہ اگر چہ وہ صاحب نصاب نہیں ہے ۔اسکو زکوٰۃ اور صدقہ طلب کرنا حلال نہیں۔[3]

## 2۔تندرست کمانے والا شخص:

قوی مکتسب(کما سکنے والا تندرست آدمی) کے لئے بھی زکوۃ لینا اسی طرح حرام ہے جسطرح غنی شخص کے لیے حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عدی خیا ر سے روایت ہے کہ

**ان رجلین حدثاه انهما اتیا رسول الله صلی الله علیه وسلم یسالانه من الصدقة ،فقلب فیهما البصر— وقال محمد: بصره— فراهما جلدین ، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "ان شئتما ولا حظ فیها الغنی ولا لقوی مکتسب**[4]

[1] اسرار احمد،ڈاکٹر،خلافت کی حقیقت اور عصر حاضر میں اسکا نظام ، ، مکتبہ خدّام القرآن لاہور٢٠٠٦ء ص: ١۴

[2] سنن ابوداود، ح:١٦٣۵، ٢\١١٩

[3] سکرو ڈوی،مولانا جمیل ،اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ ،مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار،ایم اے جناح روڈ کراچی،١١\٢

[4] النسائی،احمد بن شعیب،السنن السنائی،باب:الزکاۃ،کتاب:مسالۃ القوی المکتسب،بیروت،دارالفکر،ح: ٢۵٨٨، ۵\١٠٩

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

"دو آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ کے پاس زکوۃ و صدقات مانگنے آئے،آپ ﷺ نے انہیں غور سے دیکھا تو انہیں موٹا تاذہ پایا ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اگر تم مجبور کرو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں لیکن مالدار ،کما سکنے والے طاقت ور شخص کا زکوٰۃ میں کوئی حصہ نہیں"

*مولانا منظور نعمانی اس حدیث کی تشریع کرتے ہوئے فرماتے ہےکہ

غالباً وہ آدمی ہے جس کے پاس اپنے کھانے اور کپڑے جیسی ضروریات کے لئے کچھ سامان موجود ہو اور اُسے فی الحال ضرورت نہ ہو ،ایسے آدمی کو اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اسے زکوٰۃ دی جا ئے گی،تو اگرچہ ادا ہو جائے گی ،لیکن خود اس آدمی کو زکوٰۃ لینے سے پرہیز کرنا چاہیے ۔اسی طرح جو آدمی صحت مند و توانا ہو اور محنت کر کے روزی کما سکتا ہو اُس کو بھی زکوٰۃ لینے سے بچنا چاہیے ،عام ضابطہ یہی ہے۔اور اس حدیث میں اسی عام ضابطہ کی ہدایت فرمائی گئی ہےلیکن خاص حالات میں ایسے لوگوں کو بھی زکوٰۃ لینے کی گنجائش ہے،اسی لئے عبید اللہ بن عدی والی دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ان دونوں صاحبوں سے فرمایا کہ:"اگر تم لینا چاہو تو میں دے دوں گا"﴿ان شئتما اعطیتکما﴾[1]

اسی طرح ایک اور حدیث اس کا استدلال کرتی ہے کو حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے،

**قال:اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعتہ، فذکر حدیثا طویلا،قال :فاتاہ رجل ،فقال:اعطنی من الصدقة،فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:ان اللہ تعالی لم یرض بحکم بنی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیھا ھو فجزاھا ثمانیة اجزاء ،فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک حقک**[2]

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیت کی اور لمبی حدیث بیان کی اور کہا:پھر ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اللہ عزوجل نے صدقات کی تقسیم کا مسئلہ بنی یا کسی دوسرے کی پسند پر نہیں چھوڑا بلکہ اس کے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمایا ہے۔اور انہیں آٹھ قسم کے افراد میں تقسیم فرما دیا ہے۔اگر تم ان میں سے ہو تو تمہیں تمہارا حق دیے دیتا ہوں"

محض صدقات پر بھروسہ کر کے زندگی نا گزارے لیکن اگر قوی تو ہو مگر معذور ہو اور اس وجہ سے کسب سے عاجز ہو تو جب تک اسے اس کے لائق کام میسر نہ آئے اسکی زکوٰۃ سے اعانت کی جائے گی۔

*حنفی فقہا کی رائے اسکے خلاف ہے،ان کے نزدیک جو شخص زکوٰۃ سے کم نصاب کا مالک ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے اگرچہ وہ صحیح اور مکتسب ہو کیونکہ وہ فقیر ہے اور فقرا ءمصارف زکوٰۃ میں داخل ہیں [3]

[1] نعمانی ،مولانا محمد منظور ،معارف الحدیث، ،مکتبہ رشیدیہ،غلہ منڈی ساہیوال ، ۳۵\۴

[2] ابوداد، کتاب الزکوٰۃ ،باب: من یعطی من الصدقة؟ح:۱۶۳۰، ۲\۱۱۷

[3] یوسف ا لقرضاوی،فقہ الزکاة،۲\۱۷۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ابو عبیدؒ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپﷺ نے مال دار اور کمانے کی قوت رکھنے والے کو برابر کی حثیت دی خواہ قوی مال دار نہ ہو بہر حال دونوں برابر ہیں الا یہ کہ اس طاقت ور کے کمائی کے ذرائع موجود نا ہوں اور وہ اپنی کوشش کے باوجود محروم رہتا ہو اور اپنے بچوں کے گزارا لائق نا پاسکتا ہو ان حالات میں اسے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی رُو سے مسلمانوں کے مال میں سے لینے کا حق ہوگا۔

**وفی اموالهم حق للسائل والمحروم**[1]

"ان کے اموال میں سائل اورمحروم کے لئے حق ہے"

### 3.نبی ﷺ کا خاندان اور اسکے موالی:

امام طحاویؒ کہتے ہیں کہ تمام آثار آمدہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم پر زکوٰۃ (صدقہ) لینا حرام ہے،اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

**قال :اخذ الحسن بن علی رضی الله عنهما تمرة من تمر الصدقة فجعلها في فيه فقال النبی صلی الله علیه وسلم :کخ کخ لیطرحها ،ثم شعرت انا لاناکل الصدقة**[2] ۔

"حسن بن علی ؓ نے زکوٰۃ کی کھجوروں کے ڈھیر سے ایک کجھور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تھو تھو ! نکالو اسے ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے"

*اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہہ نبی ﷺنے فرمایا

**ان الصدقه لا تنبغی لال محمد انما هی اوساخ الناس**[3]

آل محمد کے لیے صدقہ روا نہیں ،یہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے،

معاویہ بن حیدہ قشیریؓ کہتے ہیں کہ

**:قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اتی بشیء سال اصدقة هی ام هدیة ؟فان قالوا:صدقة لم یاکل،وان قالوا:هدیة اکل۔** [4]

"رسول اللہ ﷺکے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تو آپ پوچھتے :"صدقہ ہے یا ہدیہ؟"اگر لوگ کہتے کہ صدقہ ہے تو آپ نہیں کھاتے اور اگر کہتے کہ ہدیہ ہے تو کھا لیتے"

اسی طرح نبی ﷺ کے خادم(موالی) کے لیے بھی صدقہ لینا حرام ہے،ابو رافع رضی اللہ عنہ سےروایت ہے کہ:نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی پر بھیجا تو اس نے ابو رافع سے کہا : تم میرے ساتھ چلو تا کہ تم بھی اس میں سے حصہ پا سکو،مگر انہوں نے کہا: نہیں ،یہاں تک کہ میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ سے پوچھ لوں،چنانچہ انہوں سے نبی اکرمﷺ کے پاس جا کر پوچھا تو آپ ﷺ نےفرمایا

**ان الصدقة لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسهم،**[5]

"ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور قوم کا موالی بھی قوم ہی میں سے ہیں"

---

[1] ا لزاریات ۵۱:۱۹

[2] صحیح مسلم،کتاب:الزکاۃ ،باب:تحریم الزکاۃ علی رسول وعلی آلہ ،ح: ۱۰۶۰،۳\۱۱۷

[3] صحیح مسلم،کتاب:الزکو ۃ ،باب:ترک استعمال آل النبی علی الصدقۃ،ح:۱۰۷۲ ، ۲\۷۵۳

[4] سنن الترمذی،کتاب:زکاۃ،باب:کراھیۃ الصدقۃ للنبیی واھل بیتہ وموالیہ،ح: ۶۵۶ ، ۲\۳۷

[5] سنن الترمذی، ،کتاب:الزکاۃ،باب:ماجاءان فی المال حقا سوی الزکاۃ،،ح:۲۵۹ ، ۲\۴۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

مولانامنظور نعمانی اس حدیث کی تشریح کرتے ہے کہ:
اس حدیث سے یہ بات تو معلوم ہوئی کہ جسطرح رسول اللہﷺ اور آپ کے اہل خاندان کے لئے زکوٰۃ حلال نہیں ہے ،اُسی طرح آپﷺ اور آپ کے خاندان والوں کے غلاموں کے لئے بھی حلال نہیں ہے،حتی کہ آذاد ہونے کے بعد بھی وہ زکوٰۃ فنڈ سے کچھ نہیں لے سکتے،دوسری بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ زکوٰۃ کی تحصیل وصولی کی اُجرت اور حق المحنت کے طور پر اسی زکوٰۃ میں سے ہر عامل کو دیا جا سکتا ہے(حتّی کہ عامل اگر اپنے گھر کا دولت مند ہو اور خود اس پہ زکوٰۃواجب ہوتی ہو،تب بھی اسکو بطور اُجرت زکوٰۃ سے دیا جا سکتا ہے، لیکن رسول اللہ کے خاندان والوں اور اُن کے غلاموں کے لئے اس کی بھی گنجائش نہیں ہےایک تیسری بات اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گئی کہ رسول ﷺ نے اور اسلامی قانون نے غلاموں کو اس دنیا میں جب دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی کتنا بلند درجہ دیا تھا ۔[1]
احادیث سے یہ بات تو واضح ہو گئی کا آل محمد اور انکے موالی کے لیے صدقہ و زکوٰ ۃ حلال نہیں، جہاں انکے لیے قاتل فرضیہ لینا حرام ہےوہی ان پر صدقات نفلیہ لینا بھی حرام ہے
*شاہ ولی اللہ ؒ نے "خاندان نبوت کے لئے حرمت صدقات کی تین وجوہ" بیان کی ہیں
۱۔صدقات لوگوں کےمیل ہیں،پس و ہ آپ اور آپ کے خاندان کے لائق نہیں اور میل اس طرح ہیں کہ ان سے صدقہ کرنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں،ان کے ذریعہ بلائیں رفع ہوتی ہیں اور و ہ لوگوں کی بلاوں کا عوض یعنی فدیہ بن جاتے ہیں۔
۲۔جو مال کسی چیز کے عوض میں لیا جاتا ہےاس میں تو کوئی خبث نہیں ہوتا،کیونکہ و خریدوفروخت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے یا کسی منفعت کےعوض میں ملتا ہے،یعنی ملازمت یا اجار ہ کے طور پرحاصل ہوتا ہے،اس میں تو کوئی خبث نہیں ہوتا کیونکہ و ہ ہماری چیز یا نفع کا عوض ہے۔
۳۔ اگر آپ ﷺ اپنی ذات کے لیے زکو ۃ لیتے یا اپنے خاندان کے لِئے جاَئز قرار دیتے ،جسکا فائدہ آپکا فائدہ ہے تو اندیشہ تھا کہ بد گمانی کرنے والے آپ کی شان میں نازیبا بات کہتے ، طعن کوشی کرتے کہ اپنی عیش کے لیے لوگوں پر ٹیکس لگایا ہے۔ اس لیے آپ نے اس دروازہ کو بلکل بند کر دیا اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ زکوٰ ۃ کی منفعت لوگوں کی طرف ہی لوٹنے والی ہے ۔[2]
اب یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ آل محمد میں کون لوگ شامل ہیں۔
**آل محمد ﷺ کون ہیں؟**
بنو ہاشم کون؟حضرت علیؓ کی اولاد خواہ حضرت فاطمہؓکے بطن سے ہو خواہ دوسری ازواج کے بطن سے اور خود حضرت علیؓ بھی بنو ہاشم میں داخل ہیں،حضرت عباسؓ مع اولاد عباس،جعفرؓاور انکی اولاد،عقیلؓ اور اولاد عقیل ،حارث بن عبد المطلب اور انکی اولاد ،اور انکے آذاد کردہ غلام سب بنو ہاشم میں داخل ہیں۔یہ سب حضرات اور انکی اولاد حضور اکرم کے جد اعلی ہاشم بن مناف کی طرف منسوب ہیں۔[3]

[1] نعمانی،مولانا محمدمنظور ،معارف الحدیث، مکتبہ رشیدیہ ،:۲\۵۰
[2] شا ہ ولی اللہ ،رحمتہ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ البالغہ، ،شارح:مولانا سعید صاحب پالن پوری،دارالعلوم دیوبند،زمزم پبلشرز،۴\۴۸
[3] سکروڈوی،جمیل احمد، اشرف الہدیہ،ج:۳ \ ۱۵۰

*امام شافعیؒ اور فقہا کی ایک جماعت کے نزدیک بنو ہاشم اور بنو مطلب آل محمدﷺ ہیں ،اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ذوی القربی کے حصے میں بنی ہاشم کے ساتھ بنی عبدالمطلب کو بھی شامل فرمایا اور ان کے علاوہ قریش کے کسی قبیلہ کو یہ حصہ نہیں دیا اور یہ حصہ عوض تھا صدقہ کے حصہ سے محرومی ،جیسا کہ امام بخاریؒ نے حضرت جبیر بن معطمؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ :"میں اور عثمان بن عفانؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے خمس خیبر میں سے بنو المطلب کو حصہ دیا اور ہمیں چھوڑ دیا حالانکہ ہم اور وہ ایک درجے میں ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی شے ہیں"اسکا جواب یہ دیا گیا کہ بنو عبدالمطلب اور بنو ہاشم کو آپﷺ نے اپنی موالات (ساتھ دینے) کی بنا پر بھی دیا تھا،صدقہ کے معاوضہ کے طور پر نہیں دیا تھا۔[1]

*امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک ان سے مراد صرف بنو ہاشم (حضرت علیؓ،عقیلؓ، جعفرؓ،عباسؓ اور حارثؓ کی اولاد)ہیں۔ ابو لہب کی اولاد اس میں داخل نہیں۔کیونکہ ان میں سے کوئی بھی حیات طیبہ میں اسلام نہیں لایا تھا لیکن جامع اصول میں ہے کہ ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور معتب فتح مکہ کے موقع پر اسلام لے آئے تھے۔[2]

**۴۔نبی ﷺ کے خاندان ان کے موالی(آزاد کردہ غلام اور انکی اولاد) پر بھی زکوۃ کا لینا حرام ہے:**

بنی ﷺ کے آزاد کردہ طرح نبی ﷺ کے خادم(موالی) کے لیے بھی صدقہ لینا حرام ہے۔
ابو رافعؓ سےروایت ہے کہ:نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقہ کی وصولی پر بھیجا تو اس نے ابوؔرا فع سے کہا : تم میرے ساتھ چلو تا کہ تم بھی اس میں سے حصہ پا سکو،مگر انہوں نے کہا: نہیں ،یہاں تک کہ میں جا کر رسول اللہ ﷺسے پوچھ لوں،چنانچہ انہوں نے نبی اکرمﷺ کے پاس جا کر پوچھا تو آپ ﷺ نےفرمایا:

**ان الصدقة لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسهم**[3]

"کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور قوم کا موالی بھی قوم ہی میں سے ہیں"

*امام مالکؒ اور ایک روایت میں امام شافعیؒ کے نزدیک نبیﷺ کے خاندان کے موالی پر زکوٰۃ کا لینا حرام نہیں ہے کیونکہ ان میں حرمت کی وجہ یعنی شرف و بزرگی پائی جاتی ہیں،لیکن نبی ﷺ کے اہل خاندان کی بیویوں کے موالی پر زکوٰۃ کا لینا حرام نہیں ہے۔

* حضرت جویریہؓ سے روایت ہے کہ

**اخبرته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها،فقال:"هم من طعام؟"قالت:لا والله يا رسول الله،ما عندنا طعام الا عظم من شاة اعطيته مولاتى من الصدقة،فقال: "قربيه،فقد بلغت محلها"۔"**[4]

نبیﷺ گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے دریافت فرمایا۔"کیا کھانے کے لیے کچھ ہے؟ " میں نے عرض کیا "نہیں" کچھ نہیں ہے۔البتہ ایک بکری کی ہڈی ( ران) ہے جو میری آذاد کردہ لونڈی کو صدقہ میں دی گئی

[1] یوسف قرضاوی،الفقہ الزکوٰۃ،۲۰۰\۲
[2] الحداد،ؒمحمد عاصم ، فقہ السنہ،الفیصل ناشران و تاجران کتب،غزنی سٹریٹ،اردو بازار ،لاہور،۸۰\۲
[3] الترمذی،کتاب:زکاۃ ،باب:کراهیۃ الحصدقۃ للنبیی واهل بیتہ وموالیہ،ح:۶۵۷ ،۳۸\۲
[4] مسلم،کتاب:زکاۃ ،باب:اباحۃ الہدیۃ للنبی،ولبنیی هاشم،وبنی المطلب،ح:۱۰۷۳ ،۱۱۹\۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

تھی اور اس نے وہ ہمیں ہدیہ کے طور پر دے دی ہے۔فرمایا :لاو ،اس ران کو جہاں پہنچنا تھا،پہنچ چکی

نیز اس حدیث سے یہ حکم بھی نکلتا ہے کہ جن لوگوں کے لیے صدقہ لینا حرام ہے، ان کے لیے صدقہ کی کوئی چیز کھانا جائز ہے،جبکہ و ہ کسی مستحق کو صدقہ میں دی گئی ہو اور اس نے وہ چیز انہیں بطور تحفہ یا ہدیہ دے دی ہو۔[1]

**۵۔غیر مسلم :**

تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ غیر مسلم،مرتد،ملحداور محارب اسلام کو زکوٰ ۃ نہیں دی جائے گی۔زکوٰ ۃ صرف مسلمان کا حق ہے ،کیونکہ معاذ بن جبلؓ کی حدیث میں ہے کہ

**قال :ان اللہ افترض علیھم صدقه فی اموالھم توخذ من اغنیائھم وترد علی فقرائھم**[2]

"زکو ٰۃمسلمانوں کے اغنیاء سے لی جاَئے گی اور ان کے فقراء کی طرف لوٹا دی جائے گی"

﴿البتہ مولفۃ القلوب کی مد میں انہیں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے﴾ نفلی صدقہ میں سے انہیں بھی دیا جا سکتا ہے۔اسکی روایت حضرت اسماءؓ سے ہے فرماتی ہے کہ:" قریش سے جس زمانہ میں رسول کریم ﷺ نے﴿حدیبیہ کی﴾صلح کی تھی،اسی مدت میں میری والدہ ﴿قتیلہ﴾اپنے باپ حارث بن مدرک کو ساتھ لے کر میرے پاس آئیں ،و ہ اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھیں،حضرت اسماءؓ نے اس بارے نبی کریمﷺسے پوچھا کہ

**فقالت :یا رسول اللہصلی اللہ ، ان امي قدمت علي وهي راغبة ،افاصلها؟ قال:"نعم صليها"۔**[3]

یا رسول اللہ !میری والدہ آئی ہوئی ہیں اور مجھ سے رغبت کے ساتھ ملنا چاہتی ہیں،تو کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آنحضرت ﷺنے فرمایا ہاں !ان کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

*اسی طرح محارب﴿دشمن اسلام﴾ اسلام سے اور مسلمانوں سے بر سر پیکار ہے حق کا اور اہل حق کا دشمن ہے اور اس کو امداد دینے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو قتل کرنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لیے امداد دی جائے اور ظاہر ہے کہ یہ بات نا قرین عقل ہے اور نا اسلام کے مطابق ہے کہ دشمنان اسلام کی اعانت کی جائے تا کہ وہ اس اعانت سے بھی اسلام کو نقصان پہنچائیں ،مسلمانوں کو قتل کریں اور انکی مقدس حرمتوں کو پامال کریں۔وہ ملحد جو اللہ کا نبوت ﷺکا اور آخرت کا منکر ہو و ہ بھی کافر محارب ہی کی طرح ہے اور اسے بھی زکوٰ ۃ میں سے دینا اس کی دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے۔جو شخص مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہو تو اسلام کی نظر میں زندگی ہی کا مستحق نہیں چہ جائیکہ اس کی زکوٰۃ کی مد میں سے اعانت کی جائے۔

*جمہور علما ءکے نزدیک زکوٰۃ و عشر میں سے غیر مسلم کو دینا درست نہیں ”جمہور فقہا کی سب سے مضبوط دلیل حضرت معاذؓ کی یہ حدیث ہے کہ :“اللہ نے مسلمانوں کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں لوٹائی جائے گی”۔آپﷺنے اس حدیث میں یہ حکم دیا ہے کہ جن کے مالداروں سے زکوٰۃ لی جائے

1 الحداد،عاصم،فقہ السنہ،ص:۸۱

2 البخاری،کتاب: المغازی،باب:بعث ابیی موسی،ومعاذالی الیمن قبل حجۃ الوداع،ح: ۵،۴۳۴۷\۱۶۲

3 البخاری،کتاب:جزیہ،ح:۳۱۸۳، ۳ ۱۰۳\۳

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ان ہی کے فقیروں کو دی جائے ،اور ظاہر ہے کہ و ہ مسلمان ہونگے اس لیے زکوٰ ۃ غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔[1]

**٦۔بیوی مستحق زکوٰۃ نہیں:**

ابن منذر ؒنے کہا ہے کہ فقہا کا اس امر پر اجماع ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی کو زکوٰ ۃ دینا جائز نہیں کیونکہ شوہر پر بیوی کا نفقہ اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا اس پر فرض ہے،جو اسے زکوٰ ۃ لینے سے مستغنی بناتا ہے اس لئے اسے دینا بھی جائز نہیں یہ ایسا ہی ہو جائے گا جیسے وہ زکوٰۃ بطور نفقہ دے دیے[2]۔

اگر شوہر اپنی بیوی کو زکو ٰۃ دیتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں دینا۔

**٧۔والدین اور اولاد:**

تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ والدین اور انکی اولاد ،لڑکے ،لڑکیاں انکو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی اس لئے کہ انکا نفقہ بھی انسان پر فرض ہے۔یہ اجماع امام ابن المنذر ؒنے اپنے علم کی حد تک لکھا ہے،صحیح یہ کہ ایک روایت میں امام مالک ؒ کے نزدیک ،پوتوں کو اور دادا ،دادی سے اوپر زکوٰۃ دینا جائز ہے کیونکہ ان کا نفقہ امام مالک ؒکے نزدیک انسان پر فرض نہیں۔[3]

**٨۔ کیا بیوی اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے؟**

امام ابو حنیفہ ؒ اور حنابلہ کا راجع قول یہ ہے کہ عورت کا اپنے خاوند کو زکوٰ ۃ دینا جائز نہیں کیونکہ نتیجتا زکوٰ ۃ بیوی کیطرف لوٹ آتی گی۔

*صاحبین، شافعیہ، اور مالکیہ ؒ صحیح قول کے مطابق کہتے ہیں کہ خاوند اور اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے،ان کی دلیل ابن مسعود ؓکی بیوی زینب ؓکی حدیث ہے

**قالت :یا نبی اللہ انک امرت الیوم بالصدقۃ وکان عندی حلی لی فاردت ان اتصدق بہ ،فزعم ابن مسعود انہ وولدہ احق من تصدقت بہ علیھم ،فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: صدق ابن مسعود زوجک وولدک احق من تصدقت بہ علیھم۔[4]**

حضرت زینب ؓنے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ!آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا،اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی لیکن (میرے خاوند) ابن مسعود یہ خیال کرتے ہے کہ و ہ اور انکے لڑکے اس کے ان ( مسکینوں) سے ذیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ رسول اللہﷺنے اس پر فرمایا کہ ابن مسعود نے صحیح کہا،تمہارے شوہر اور تمہارے لڑکے اس صدقہ کے ان سےزیادہ مستحق ہیں جنہیں تم صدقہ کے طور پر دو گی۔

*امام شوکانی ؒفرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے اور یہی قول امام ثوریؒ،امام شافعیؒ اور ابو یوسفؒ اور امام محمدؒسے بھی یہی روایت مروی ہے۔[5]

**٩۔باقی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا:**

---

[1] القرضاوی یوسف،فقہ الزکوۃ ، ٧ ١١ \٢

[2] الشوکانی،نیل الوطار،٢\١٨٨

[3] الشوکانی،نیل الوطار،٢\١٨٨

[4] البخاری،کتاب:زکاۃ ،باب:الزکاۃ علی القارب،ح:١٣٦٢، ١٢٠\٢

[5] قرضاوی،یوسف ،فقہ الزکوۃ،٢\١٩١

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

قریبی رشتہ داروں میں سے جو لوگ اوپر مذکور ہوئے اور جنہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ، انکے علاو ہ بقیہ قریبی رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے،ان رشتہ داروں میں یہ لوگ ہیں بھائی،بہن،پھوپھی،چچا،خالہ،ماموں وغیرہ۔ انکی دلیل امام طبرانی کی روایت ہے جو سلمان بن عامر ؓسے مروی ہے

**قال وسمعته یقول صدقتک علی المسکین صدق وھی علی ذی الرحم ثنتان صدقة و صلة۔**[1]

بنی ﷺنے فرمایا مسکین پر خرچ کرنا اکہرا صدقہ ہے اور قریبی رشتہ دار وں پر صدقہ کرنے کا ثواب دہرا ہے ،ایک صدقے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔بلکہ رشتہ دار تو زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰ ۃ کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔

**چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہےکہ**

سب سے افضل لوگ جنہیں تم زکوٰۃ دو وہ ہیں جو تمہارے قریبی رشتہ دار ہوں جن کے اخراجات تمہیں برداشت نہ کرنے پڑتے ہوں۔[2]

**۱۰۔غلط مصرف میں زکو ٰۃ دے دینا:**

غلطی سے غلط مصرف میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی،مثلا ا اگر کسی کو غریب و مستحق سمجھ کر زکوٰ ۃ دےدی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو ذمی کافر ہے، یا مالدار ہے،یا سید ہے،یا تاریک رات میں کسی کو دے دی ،پھر معلوم ہوا کہ اس کی ماں، باپ ، یا کوئی ایسا رشتہ دار ہے کہ جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان تما م صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی،دوبارہ دینا واجب نہیں،لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ زکوٰۃکا روپیہ ہے اور میں زکو ٰۃ لینے کامستحق نہیں ہوں تو اسے نا لینا چاہِیے اور واپس کر دینا چاہیے۔[3]

البتہ بعض فقہا نے مختلف صورتوں میں فرق کر کے بتایا ہے کہ بعض صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے بعض صورتوں میں کہا کہ اسطرح ادا نہیں ہوتی۔

*اسی طرح ابو ہریرہ ؓسے مروی ہے کہ

نبی ﷺنے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک شخص نے یہ اراد ہ کیا کہ میں رات کو صدقہ کروں گا اس نے رات کووہ صدقہ کیا اور کسی چور کو دے دیا اوراسے علم نہیں تھا ،صبح لوگوں نے باتیں کیں کہ فلاں شخص نے چور کو صدقہ دے دیا ۔وہ بولا ،اے اللہ تو ہی ہر ستائش کا مستحق ہے۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا اس شب اس نے صدقہ ایک زانیہ کو دے دیا ،اگلی صبح لوگوں نے پھر باتیں کیں کہ فلاں زانیہ کو صدقہ دے دیا ہے اس نے سُن کر کہا کہ اے اللہ ! تمام محامد آپ کے لیے ہیں ۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا،چنانچہ اس نے صدقہ کیا اور کسی مالدار کو دے دیا اگلی صبح لوگوں نے پھر باتیں کیں کہ فلاں شخص نے رات مالدارکو صدقہ دے دیااس پر اس نے خواب میں دیکھا کہ تو نے چور کو صدقہ دے دیا ہو سکتا ہے کہ و ہ چوری سے باز آجائے،ہو سکتا ہے کہ مال دار شخص کو نصیحت ہو جائے اور و ہ بھی راہ خدا میں خرچ کرنے لگے۔[4]

**۱۱۔مختلف فرقوں کو زکوٰۃ دینا:**

---

[1] السنن النسائی،کتاب: الزکاۃ،باب:صدقہ علی الاقارب،ح:۲۵۸۲، ۹۲\۵

[2] الزھلی ،وہبہ ،الفقہ الاسلامی و ادلتہ، ۳\۲۸۱

[3] محمدشفیع ،جواہرالفقہ،۳\۲۴۷

[4] البخاری،کتاب :زکاۃ ،باب:اذا تصدق علی غنی وھولایعلم،ح: ۱۴۲۱ ، ۲\۱۱۰

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

نبیﷺ وفات کے بعد چند ایسے فتنوں نے سر اٹھا کہ انکے مرتکب کافر و مرتد کہلائے،جنکو اسلام سے خارج قرار دیا گیا اور اسی بنا پہ انکو زکوٰۃ بھی نہیں دی جا سکتی ،ان میں قادیانی اور اہل تشیعہ پیش پیش ہیں اورآج پاکستان میں انکی اکثریت بستی ہے۔اس لیے ہر مسلمان کو انکا علم ہونا چاہیے تا کہ زکوٰۃ و صدقات غلط ہاتھوں میں نا جائے اور اسطرح کوئی مستحق اپنے حق سے محروم نا ر جائے۔

۱۔**قادیانیت**:مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی کیا کہ اسے الہام ہوتا ہے،لہذا اسکو ماننے والے قادیانی،احمدی ،اور لاہوری گروہ خارج از اسلام،کافر،مرتد اور زندیق ہونے کے باوجود اپنے کفر کو اسلام کہتے ہیں۔

۲۔**فتویٰ دارالافتاء**:واضح رہے کہ قادیانی بنی آخر الزمان محمد مصطفی احمد مجتبی ﷺکی ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد و زندیق ہیں،اس کے باوجود وہ دجل و فریب کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان قرار دے کر سادہ لوح مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکا ڈالتے ہیں،قادیانیوں سے کسی قسم کا میل جول رکھنا ،تحفہ تحائف کا تبادلہ کرنا شرعا و اخلاقا جائز نہیں ہے،ان سے سوشلی بائیکاٹ کرنا شرعا و اخلاقا مسلمان پر لازم ہے،لہذا فرقہ قادیانیت سے وابستہ افراد کی مالی امداد کسی بھی مد سے کرنے کی شرعا و اخلاقا اجازت نہیں۔[1]

۲۔**اہل تشیعہ**: اہل تشیع یا شیعیت اسلام کا دوسرا بڑا فرقہ ہے۔انکو فقہ جعفریہ بھی کا جاتا ہے ۔اہل تشیع رسول ﷺ کے بعد فقط حضرت علیؓ بن ابی طالب □ کی امامت و خلافت کے قائل ہیں۔حضرت علیؓ کو آپ ﷺ کا جانیشین اور امام مانتے ہیں۔اور یہ نظریہ خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔[2]

**دارالا فتاء:**

شیعہ کے عقائد اگر کفر کی حد تک پہنچ جائیں (مثلا قرآن کریم میں تحریف یا حضرت علیؓ کی الوہیت یا جبریل امین سے وحی پہنچانے میں غلطی یا اماموں کی معصومیت اور من جانب اللہ مقرر ہونے کا قائل ہو،یا حضرات شیخین کریمینؓ پر لعن طعن کرتا ہو ،یا حضرت عائشہؓ پر بہتان باندھتا ہو)تو مسلمانوں کا ایسے عقائد رکھنے والے اہل تشیع کو زکوٰ ۃ دینا جائز نہیں،اگر زکو ٰۃ دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

**فقہ جعفریہ اور مسئلہ زکوٰۃ:**

زکوٰ ۃوعشر آرڈیننس کی رُو سے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو انکے عقیدے کے مطابق زکوٰۃ سے مستثنی قرار دیاگیا ہے۔ اس آرڈیننس میں واضح طور پر شقیں موجود تھیں ،جن کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

دو گواہیاں ضروری ہیں جو کہ کسی شخص کے مسلمان ہونے اور تسلیم شد فقہ کی پیروری کرنے کو ثابت کریں،جس کا اس نے دعویٰ کیا۔کسی بھی شخص کی درخواست پر فیڈرل شریعت کورٹ فیصلہ کر سکتی ہے کہ اسکا فقہی دعویٰ درست ہے کہ نہیں۔

*ان شقوں کی رو سے فقہ جعفریہ کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں چھوٹ دی گئی ہے جہاں ان سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی وہی یہ زکوٰۃ لینے کے بھی اہل و حقدار نہیں ہیں۔

**خاتمہ**

1 دارالافتاءا:جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاون،فتوی نمبر:۱۴۴۳۰۰۸۲۰۰۵۸۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نظامِ زکوٰۃ کی درست تطبیق کے لیے صرف مستحقین کا تعین ہی کافی نہیں بلکہ ان افراد کی شناخت بھی ضروری ہے جو زکوٰۃ کے حقدار نہیں۔ احادیثِ نبوی ﷺ نے موانعِ زکوٰۃ کو وضاحت کے ساتھ بیان کر کے اس نظام کو شفاف اور منصفانہ بنایا ہے۔ غنی ہونا زکوٰۃ کے حصول کی بنیادی رکاوٹ ہے، تاہم فقہاء کے مابین اس کی تعریف میں اختلاف پایا جاتا ہے، جو اسلامی فقہ کی وسعت اور لچک کا مظہر ہے۔ ان تمام آراء کا مقصد یہی ہے کہ زکوٰۃ واقعی مستحق افراد تک پہنچے اور اس کا غلط استعمال نہ ہو۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں موانعِ زکوٰۃ کی پابندی نظامِ زکوٰۃ کی افادیت، عدل اور سماجی فلاح کو یقینی بناتی ہے، جو ہر دور کے اسلامی معاشرے کے لیے ناگزیر ہے۔